السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

علمائے دین ومفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں، کہ اگر کوئی شخص اس خیال سے یارسول اللہ ﷺ، یا، یا علی، یا، یا بھیکھ وغیرہ بار بار کہے، کہ ہوسکتا ہے کہ ان کو اپنے علم طبعی جزئی کے لحاظ سے میرے حال کی خبر ہوتی ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خبر نہ ہوتی ہو اور علم ذاتی کلی خداوند تعالیٰ ہی کے لیے جانتا ہو تو اس گمان پر ایسے الفاظ کہنا جائز ہے یا نہیں اور یا کسی اور طریقہ سے بھی ایسے الفاظ کہنے جائز ہیں یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جاننا چاہیے کہ غیب کا علم خواہ جزی ہو یا کلی، خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے اور اس پر یہ آیات دلالت کرتی ہیں، آپ کہہ دیں آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا، بلکہ کسی کو بھی مر کر اٹھنے کا بھی علم نہیں'' اور غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں ان کو صرف وہی جانتا ہے'''اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں اکٹھی کرلیتا''' اور میں نہیں جانتا کہ میرے پاس کیا معاملہ ہوگا یا تمہارے ساتھ کیا ہوگا میں تو صرف وحی کی پیروی کرتا ہو۔''

یعقوب علیہ السلام کو یوسف کے حال کی خبر نہ ہوسکی، عزیر علیہ السلام اپنے ٹھہرنے کی مدت، گدھے کی کیفیت اور اپنے زندہ ہونے کا حال نہ جان سکے، اصحاب کہف کو اپنے سونے کی مدت کا علم نہ ہوسکا، حضرت عائشہ صدیقہ کی بریت آنحضرت ﷺ کو وحی نازل ہونے سے پہلے معلوم نہ ہوسکی، روح، اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے متعلق سوالکرنے والوں کو وحی نازل ہونے تک آپ جواب نہ دے سکے، یہ سب واقعات قرآن مجید میں ہیں اور احادیث اور متقدمین کی کتب اس مضمون سے بھری پڑی ہیں، ہاں اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو کچھ بتا دیں تو اس کو علم ہوجاتا ہے، لیکن پھر وہ غیب بہ حیثیت غیب باقی نہیں رہ جاتا کیونکہ غیب تو وہ ہے جو حواس ظاہری اور باطنی سے غائب ہو، ورنہ آدمی وجدان اور استدلال سے کئی باتیں معلوم کرلیتا ہے۔

اور پھر غیب بھی مختلف ہیں اور زاد اندھے کے لیے رنگوں کی دنیا غیب ہے اور راگ اور نغمے کی دنیا حاضر، بہرے کے لیے آوازوں کی دنیا غیب ہے اور رنگوں کی حاضر، نامرد آدمی سے لذت جماع غیب ہے، اور فرشتہ کے لیے بھوک پیاس غیب ہے اور جنت، دوزخ حاضر، علی ہذا القیاس اس غیب کو غیب اضافی کہتے ہیں اور جو تمام مخلوقات سے غیب ہے، مثلاً قیامت کے آنے کا وقت اور خدا تعالیٰ کے احکام کو نیہ جو روزانہ نازل ہوتے رہتے ہیں یا خدا تعالیٰ کی ذات وصفات کا تفصیلی علم یہ حقیقی غیب ہے اور یہ صرف خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے۔

اور بزرگان دین کے لیے غیب جزئی ثابت کرنا تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی بارش سے بھاگ کر پرنالے کے نیچے جا کھڑا ہو، یہ غیب بھی خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے اس کو یوں سمجھو کہ مارنا اور زندہ کرنا خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے تو کوئی یوں کہہ سکتا ہے کہ کلی طور پر مارنا اور زندہ کرنا تو خدا کا خاصہ ہے، لیکن جزوی طور پر دوسرے بھی زندہ کرتے اور مارتے ہیں۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ ہم طبعی علم کے متعلق کہتے ہیں نہ کہ ذاتی علم کے متعلق کیونکر ہوسکتا ہے کہ جب ہم ان کو پکاریں تو اللہ تعالیٰ ان کو کشف یا الہام کی بنا پر مطلع کردیتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا غیب ہونا تو یقینی ہے اور حصول علم ظنی اور ظن یقین کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور پھر ایسا علم ہوجانا بھی تو خرق عادت یا کرامت کے طور پر ہوگا اور شریعت کے کون سے حکم کی بنیاد کرامت یا خرق عادت پر رکھی گئی ہے؟ ہوسکتا ہے کہ کسی ولی کی کرامت سے سورج دوبارہ مغرب سے طلوع ہوجائے یا ایک ہی جگہ پر گھنٹہ دو گھنٹہ، ایک دن یا ایک سال ٹھہرا رہے کیا اس بنا پر اپنی نمازیں قضا کرلو گے کہ چلو اس وقت پڑھ لیں گے۔ علی ہذا القیاس تمام خرق عادات کا یہی حال ہے ہاں اگر یقینی طور پر کوئی چیز ہونے والی، تو شریعت اس کے متعلق اپنے حکم نافذ کرتی ہے، جیساکہ دجال کے وقت دنوں کا لمبا ہوجانا تو اس کے متعلق نمازوں کی کیفیت آنحضرت ﷺ نے بیان کردی ہے، ہوسکتا ہے کہ کسی ولی کی کرامت سے مردہ سال بعد یا سو سال بعد زندہ ہوجائے تو کیا اس خیال پر اس کا ورثہ تقسیم نہ کروگے؟ اس کی عورت دوسرا نکاح نہ کرے گی؟ زمین کے لپیٹے جانے کے خیال سے نماز قصر کرلو گے؟ کسی کشف کی بناء پر مدعی کا صحیح دعوے گواہاں عادل کی موجودگی میں رد کردو گے؟ کشف کی وجہ سے کسی منافق کو قتل کردو گے؟ بغیر گواہوں کے کشف کی بناء پر، زانی مرد وعورت کو سنگسار کرلو گے؟ آخر کشف وکرامت کی بناء پر آپ کیا کرلیں گے؟ ایسے عقیدے کا نتیجہ سوائے کفر والحاد اور زندقہ کے اور کیا ہوگا؟ خدا کی پناہ!

ہاں اگر کبھی غلبہ محبت کی بنا پر یارسول اللہ، یا، یا غوث الاعظم زبان سے نکل جائے تو یہ جائز ہے لیکن بار بار اس کا تکرار کرنا اور اس کا وظیفہ کرنا جائز نہیں ہے، شرک ہے، قرآن مجید میں جابجا ''یدعون من دون اللہ'' اور ''یدعون من دونہ'' فرمایا گیا ہے اور اس پر کفر وشرک کا فتویٰ اور خلود نار کی وعید سنائی گئی ہے، ایسی صریح آیات کی تاویل کرنا جہل مرکب ہے قرآن مجید میں تحریف کے قائم مقام ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اللہ کے سوا ان کو مت پکارو جو تجھے کوئی نفع نقصان نہ دے سکیں۔ اگر تو نے ایسا کیا، تو تو ظالموں میں سے ہوگا اور فرمایا، ''آپ کہہ دیں، میں اپنی جان کے نفع ونقصان کا بھی مالک نہیں ہوں'' ان دونوں آیتوں کے مجموعہ سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کو بھی اپنے نفع ونقصان کے لیے پکارنا ظلم ہے اور فرمایا، ''اس سے زیادہ کون گمراہ تر ہے جو اللہ کے سوائے اوروں کو پکارے جو قیامت تک بھی اس کو جواب نہ دے سکیں وہ تو اس کے پکارنے سے محض بے خبر ہیں''

اگر کوئی من دون اللہ کے لفظ سے اپنی آنکھوں پر پردہ ڈال کر کہے کہ یہ تو بتوں کے متعلق ہے تو میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ لفظ من ذوی العقول کے لیے آتا ہے اور واؤ ونون سے جمیع بھی ذوی العقول کے لیے آتی ہے، تمہارا اعتراض کیسے صحیح ہوسکتا ہے، اگر کوئی کہے کہ اس طرح تو اپنے بھائی بیٹے اور عزیزوں کو بھی نہیں پکار سکے گا تو میں کہوں گا کہ لفظ ''من لا یستجیب لہ'' اور کلمہ ''وہم عن دعائہم غافلون'' تمہارے اعتراض کا جواب دے رہے

ہیں۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ کسی مفسر نے بھی اپنی تفسیر میں ایسا نہیں لکھا ہے کہ یا آدم نہ کہنا یا شیث نہ پکارنا اور یا ادریس مت کہنا یہ شرک ہے، یا ابراہیم یا موسیٰ یا عیسیٰ یا رسول اللہ یا علی یا نبی یا حسین یا سالار یا بھیکھ کہنا منع ہے، کفر ہے۔ تو میں کہوں گا کہ لفظ من دو ن اللہ ایک قاطع تلوار ہے جو تمہارے اعتراضات کا جواب دے رہی ہے اور پھر بھی اگر کوئی کہے کہ نہیں جزئیات کی تفصیل ضروری تھی تو میں کہوں گا، لوگ ہزاروں نبیوں، ولیوں، صدیقوں، شہیدوں کو پکارتے ہیں، اگر ان کے ناموں کی تصیل تفاسیر میں بیان کی جاتی، تو اس سے کئی جلدیں تیار ہوجاتیں، مفسرین کی ایسے لغو کام میں عمریں بسر ہوجاتیں اور پھر بھی تم کو شاید اعتبار آتا یا نہ آتا۔

اور پھر قرآن مجید، حدیث شریف اور فقہ کی کتابوں میں جا بجا حکم آیا ہے، ''نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، اللہ پر ایمان لاؤ'' تو تمہارے قول کے مطابق تو زید کہہ سکتا ہے کہ مجھ پر نماز فرض نہیں ہے، کیونکہ میرا نام لے کر تو نہیں فرمایا گیا، کہ اے زید نماز قائم کرو، عمرو کہتا کہ میں زکوٰۃ نہیں دوں گا، کیونکہ یہ تو نہیںکہا گیا کہ اے عمرو زکوٰۃ دے۔ علی ہذاالقیاس کوئی یہ بھی کہہ دیتا کہ قرآن میں صرف لات و عزیٰ کا ذکر آیا ہے، کالی دیوی، بھوانی، بھیروں، سیتا جسرت، رامچند، کرشنا، کنھیا، شیخ سدو اور میراں وغیرہ کا نام نہیں آیا، لہٰذا ان کو سجدہ کرنا یا پکارنا جائز ہے۔

اور دوسرے فقہاء اور محدثین کے تمام استنباط اور اجتہاد گاؤ خورد ہوجاتے، ہر آدمی بڑی آسانی سے کہہ جاتا کہ یہ جزئیات اپنے امور کے لیے خاص ہیں، میرے لیے امام احمد حنبل، امام مالک، امام شافعی، اور پھر امام ابوحنیفہ تو کوئی حکم نہیں ہے۔

اگر کوئی آدمی سوال اٹھاوے کہ حصن حصین میں صلوۃ حاجت کے بیان میں یا محمد کے لفظ آئے ہیں، پھر ان کا پڑھنا کیونکر جائز ہوا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت آنحضرت ﷺ زندہ اس کے پاس موجود تھے اور اگر حکایت حال ماضیہ کے طریق پر آج بھی انہی الفاظ کو دہرا لیا جائے تو جائز ہے کیونکہ ان فرمودہ الفاظ میں برکت ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی زبان سے نکلے ہیں، بالکل ایسے ہی جیسے ہم قرآن مجید کی تلاوت میں یا عیسیٰ یا موسیٰ وغیرہ الفاظ مذائیہ پڑھتے ہیں لیکن ان سے مقصود نہ تو ان کو سنانا ہوتا ہے اور نہ یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ وہ سن رہے ہیں۔

سید محمد نذیر حسین   محمد قطب الدین   نوازش علی ... محمد برکت اللہ... محمد بشیر الدین قنوجی ... سید محبوب علی جعفری

محمد بن بارک اللہ پنجابی ... محمد حسین بٹالوی ... احمد اللہ۔

[فتاوی نذیریہ]

جلد01